

۱۹ شوّال المکرّم ۱۴۴۶ھ / 18 اپریل 2025ء

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شانِ وفا

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيۡهِ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا ۔

قرآن و سنت میں تربیت فرمائی گئی ہے کہ انسان جب کوئی بات کہے تو اُس کو پورا کرنا چاہیے۔ شرعی عذر کے بغیر اپنے قول سے مکر جانا یا "رات گئی، بات گئی" والا معاملہ کرنا اسلامی مزاج کے سخت خلاف ہے۔ بے وفائی تو عام لوگوں کے ساتھ بھی نہیں ہونی چاہیے، تاہم اگر انسان نے اپنے ربِّ کریم جَلَّ مَجْدُہٗ یا نبیِ رحیم ﷺ کے ساتھ کوئی وعدہ کیا ہو تو اُسے پورا نہ کرنا نہایت بُری بات ہے۔

اسلام قبول کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ اِس بات کا عہد ہے کہ مَیں اطاعت و فرماں برداری کروں گا اور اپنی مرضی کرنے کے بجائے دینی احکام کی پاس داری کروں گا۔ کاش! ربِّ کریم ہمیں یہ عہدِ وفا نبھانے کی بھی توفیق عطا فرمائے!

وہ لوگ کتنے عظیم اور خوش نصیب ہیں جنھوں نے اپنے مالکِ کریم کے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کو اِس شان کے ساتھ نبھایا کہ خود ربِّ ذوالجلال نے اُن کی تعریف فرمائی! حیران کُن بات یہ کہ وعدہ بھی معمولی نہیں، بلکہ راہِ خدا میں جان دینے کا تھا، مگر ایسا نہیں ہوا کہ اُنھوں نے جذبات میں کہہ دیا ہو کہ ہم جان تک پیش کر دیں گے، پھر پیچھے ہٹ گئے ہوں، بلکہ سچ مچ ایسا کر کے دکھایا!

ارشادِ ربّانی ہے: مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيۡهِ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا ۔ یعنی "مسلمانوں میں کچھ ایسے باہمّت مَرد ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے کو سچا کر دکھایا، تو اُن میں کوئی (شہید ہو کر) اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی ابھی انتظار کر رہا ہے اور اُنھوں نے (وعدے میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔" [الاحزاب 23:33]

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر کچھ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے اپنے ربِّ کریم کے ساتھ عہد کیا تھا کہ اگر کفار نے امام الانبیا ﷺ پر حملہ کیا تو وہ ڈٹ کر جہاد کریں گے اور جان دے کر شہادت کا درجہ پائیں گے۔ چنانچہ ہجرت کے تیسرے سال شوّال کے وسط میں اُحد کا میدان سجا تو سیدنا امیر حمزہ و دیگر آخری سانس تک ڈٹے رہے اور جامِ شہادت پی کر اپنا وعدہ پورا کر دیا اور جنھیں اِس غزوہ میں شہادت نصیب نہ ہوئی وہ اُس کے منتظر تھے۔ چنانچہ ربِّ کریم نے اُن کی تعریف کے لیے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی۔

آیتِ کریمہ سے سید الشہدا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بھی معلوم ہوتی ہے اور یہ سبق بھی ملتا ہے کہ دُنیا و آخرت کی عزت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفا کرنے میں ہے، اُن کے ساتھ بے وفائی کرنے والا ہمیشہ بے آبرو ہوتا ہے۔

صد افسوس کہ آج مجموعی طور پر اُمّتِ مسلمہ اللہ و رسول کے ساتھ وفا کرنے کے بجائے اپنے اپنے مفادات کا تحفّظ کر رہی ہے؛ اِسی وجہ سے غزہ کے حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ اگر ہمیں وفائے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایک ذرّہ بھی مل جاتا تو دینی تقاضوں کو یوں پسِ پُشت نہ ڈالتے۔

آج کے خطبہ میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماہِ شہادت کی مناسبت سے آپ کی شانِ وفا کا تذکرہ ہو گا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا سوانحی خاکہ

عمِّ رسول، سید الشہدا، شیر خدا و مصطفیٰ، ابو عُمارہ سیدنا حمزہ بن عبد المطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبیِ اکرم ﷺ کی ولادتِ مبارکہ سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔[1] آپ نہایت حسین و جمیل، ماہر تیر انداز، قوی ہیکل پہلوان، بے حدّ بہادر اور دیگر متعدّد اچھے اوصاف کے حامل تھے۔ اسلام سے پہلے مکّہ مکرّمہ کے شیر تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر قرار پائے۔

اعلانِ نبوّت کے چھٹے سال اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق سے نوازا اور آپ کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائی۔ اِس کے بعد سے شہادت تک آپ رضی اللہ عنہ ہر موقع پر اسلام کی سربلندی کے لیے پیش پیش رہے۔

اعلانِ نبوّت کے ساتویں سال قریش نے سرکارِ دو عالَم ﷺ کے خاندانِ عالی شان کا مُعاشرتی و مَعاشی مقاطعہ / بائیکاٹ کر دیا، خرید و فروخت اور نکاح و ملاقات سمیت تمام اُمور پر پابندی لگا دی گئی۔ خاندانِ نبوی نے استقامت کے ساتھ تقریباً تین سال تک یہ ظلم برداشت کیا اور اِس میں عمِّ رسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

مدینہ منوّرہ کی طرف سے ہجرت کی اِجازت ملی تو ابو عُمارہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب کچھ مکہ مکرمہ میں چھوڑ کر مہاجرینِ اوّلین میں شامل ہونے کا اِعزاز پایا۔

ہجرت کے دوسرے سال مختلف مواقع پر تین مرتبہ کفار کے ساتھ لڑائی کے حالات پیدا ہوئے[2] اور تینوں مرتبہ اسلامی فوج کا جھنڈا شیر خدا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کیا گیا۔

غزوۂ بدر ہوا تو اُس میں کفار کو سب سے پہلے للکارنے والے تین افراد میں سے ایک شیر مصطفیٰ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، اِس موقع پر آپ نے کفار کو سخت نقصان پہنچایا۔

غزوۂ بدر کے بعد یہودیوں کے ایک قبیلے بنو قَینُقاع نے اپنی فطرت کے مطابق سرورِ عالم ﷺ کے ساتھ کیا ہوا امن کا معاہدہ توڑ دیا اور سرکشی پر اُتر آئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اُن کے خلاف لشکر تیار فرمایا، اِس کے علَم بردار بھی سید الشہدا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر ہجرت کے تیسرے سال شوّال المکرّم کے وسط میں غزوۂ اُحد ہوا۔ اِس میں کفار کو سخت نقصان پہنچانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش کیا اور بارگاہِ الٰہی میں سُرخرو ہوئے۔

---

[1] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِسَنَتَيْنِ. (معرفة الصحابة لأبي نعيم، رقم:1811)
ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ولادتِ نبوی سے چار سال پہلے ہوئی، مگر دو سال والا قول اصح ہے۔ (اسد الغابہ: 2/67، ترجمہ: 1251)

[2] غزوۂ اَبواء، سَریّہ سیدنا حمزہ اور غزوۂ عُشَیرَہ

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

اعلانِ نبوت کے چھٹے سال اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزّت و غلبہ سے نوازنا چاہا تو سیدنا امیر حمزہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اسلام کی دولت سے مشرّف فرمایا۔ دونوں حضرات نے قریب قریب وقت میں اسلام قبول کیا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن ابو جہل نے صَفا پہاڑی کے پاس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہایت بدزبانی کی اور اسلام کے بارے میں بہت نازیبا جملے کہے۔ آپ ﷺ نے اُسے کوئی جواب نہ دیا؛ کیونکہ ابھی جہاد کی اجازت نہیں تھی اور درگزر کرنے کا حکم تھا۔ وہ واپس جاکر حرم شریف میں اپنے دوستوں کے پاس بیٹھ گیا۔ اُس وقت امیر حمزہ شکار کے لیے گئے ہوئے تھے، جب واپس آئے اور اِس واقعہ کا پتا چلا تو اُنھیں اپنے محترم بھتیجے کی توہین پر سخت غصہ آیا۔ وہ تیر، کمان لیے سیدھا حرمِ اقدس میں پہنچے اور ابو جہل کے سر پر زور سے کمان دے ماری، جس سے اُس کا سر پھٹ گیا۔ اگرچہ وہ نہایت تکبر کرنے والا تھا، مگر امیر حمزہ کے رُعب و دبدبے کی وجہ سے اُسے جوابی کارروائی کی جرأت نہ ہوئی، بلکہ جن لوگوں نے جواب دینا چاہا وہ اُنھیں بھی روکنے لگا۔

پھر ابو جہل لجاجت اور منت سماجت کرتے ہوئے کہنے لگا: حمزہ! آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ کیسا دین لائے ہیں! ہمیں (بتوں کی پوجا پر) بے وقوف کہتے ہیں، ہمارے خداؤں کو بُرا کہتے ہیں اور ہمارے باپ دادا کے دین کی مخالفت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امیر حمزہ کو ایسی توفیق دی کہ وہ کہنے لگے: وَمَنْ أَسْفَهُ مِنْكُمْ ؟ تَعْبُدُوْنَ الْحِجَارَةَ مِنْ دُوْنِ اللهِ! أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ تم سے بڑا بے وقوف کون ہو سکتا ہے؟ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھروں سے بنائے ہوئے بُتوں کی عبادت کرتے ہو! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور مَیں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

(الکشف والبیان عن تفسیر القرآن [تفسیر ثعلبی]، زیرِ آیتِ الانعام 122:06۔ اسباب النزول للواحدی، تفسیر بغوی، تفسیرِ مظہری، تحت الاٰیۃ)

اِس وقت ابو جہل کے ساتھ مُکالَمہ اور اُس سے بدلہ لینے کی اصل وجہ دینی غیرت نہیں تھی، بلکہ خاندانی حمیّت تھی۔ اُنھیں اِس بات کا غصہ نہیں تھا کہ ابو جہل نے دینِ اسلام کا راستہ روکا ہے، بلکہ یہ طیش تھا کہ اُس نے میرے بھتیجے کے ساتھ بدتمیزی کی ہے... لیکن سیدِ عالَم ﷺ کا دفاع اور تحفّظِ ناموسِ رسالت وہ مقبول عمل ہے جو کبھی ضائع نہیں جاتا۔ اللہ کریم نے لاج رکھی اور اُن کے دل میں اسلام کی محبّت پیدا ہو گئی۔ اگلے روز وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں وعظ و نصیحت فرمائی اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ وہ کہنے لگے: أَشْهَدُ أَنَّكَ لَصَادِقٌ شَهَادَةَ الْمُصَدِّقِ وَالْمُعَارِفِ۔ یعنی اب مَیں پہچان کر تصدیق کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ آپ ضرور سچے ہیں۔ (المستدرک علی الصحیحین، ج:3، ص:213، رقم:4878)

ابتدائے وفا... مظلوم مسلمانوں کا دِفاع

جس وقت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تب حالات انتہائی نازک تھے۔ مکہ مکرّمہ کے تمام طاقت وَروں نے ظلم و تشدد پر باہمی اتّحاد کر رکھا تھا، وہ جانِ عالم ﷺ کو تکلیفیں دیتے، کمزور مسلمانوں پر بے دریغ تشدّد کرتے، سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور دیگر ضعیفوں کو آگ کے انگاروں پر لٹاتے اور اُن بدمعاشوں کو اِن ظالمانہ کارروائیوں سے روکنے والا بھی کوئی نہیں تھا... جیسے آج اسرائیلی اور امریکی درندے جَور و جَفا پر متّحد ہیں، غزّہ میں ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، عالَمی قوانین کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں، مگر اُن کمینوں کے ظالم ہاتھوں کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

ایسے حالات میں اگر کوئی شخص کفارِ مکّہ کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرتا تو اِس کا مطلب تھا کہ وہ طاقت وَر بدمعاشوں سے لڑائی مُول لے رہا ہے اور اپنے مال و جان کو داؤ پر لگا رہا ہے، اِس کا انجام کچھ بھی ہو سکتا تھا... مگر "وَفا" اِسی چیز کا نام ہے کہ انسان اپنی جان کی پرواہ نہ کرے، بلکہ جو کہہ دیا ہے اُسے پورا کر دکھائے۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر کے گویا رسولِ کریم ﷺ کے دفاع، دین کی مدد اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا عہد کر لیا تھا اور اب اُنھوں نے اِسے وفا کرنا تھا۔ چنانچہ وہ اسلام قبول کرتے ہی اپنے محترم بھتیجے امام الانبیا ﷺ سے عرض کرنے لگے: فَأَظْهِرْ يَا ابْنَ أَخِيْ دِيْنَكَ! فَوَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ مَا أَظَلَّتِ الشَّمْسُ وَإِنِّيْ عَلٰى دِيْنِيَ الْأَوَّلِ۔ یعنی بھتیجے! اب سرِ عام اپنے دین کا پیغام دیجیے! قسم بخدا! اب پوری دُنیا بھی ملے تو مَیں اسلام کو چھوڑنا اور شرک پر رہنا پسند نہیں کروں گا۔

چنانچہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرتے ہی مکہ کے ظالموں کا انداز بدل گیا۔ راوی کہتے ہیں: فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمْزَةُ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ عَزَّ وَامْتَنَعَ، وَأَنَّ حَمْزَةَ سَيَمْنَعُهُ، فَكَفُّوْا عَنْ بَعْضِ مَا كَانُوْا يَتَنَاوَلُوْنَهُ وَ يَنَالُوْنَ مِنْهُ... یعنی جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو قُریش سمجھ گئے کہ اب رسول اللہ ﷺ کا دین غالب و مضبوط ہو گیا ہے اور اب حمزہ رسول اللہ ﷺ کا دِفاع کریں گے۔ چنانچہ اُن کی ظالمانہ کارروائیوں میں کمی آ گئی۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت تک اپنے عہد کو وفا کیا اور ہر موقع پر تحفّظِ ناموسِ رسالت، خدمتِ اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں پیش پیش رہے۔ اسلامی تاریخ نگاروں نے حقیقت پر مبنی یہ حسین جملہ لکھا: فَكَانَ حَمْزَةُ مِمَّنْ أَعَزَّ اللهُ بِهِ الدِّيْنَ۔ سیدنا امیر حمزہ اُن افراد میں سے ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 4878)

کاش! موجودہ دَور کے مسلم حکمرانوں میں کوئی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے درسِ وفا لینے والا ہوتا اور غزہ میں ظلم ڈھانے والوں کا ہاتھ روکتا! پھر یہ بات بھی حقیقت ہے کہ اہلِ غزہ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر اُمّت اپنے اوپر ظلم کر رہی ہے؛ اِس کا انجام بہت خطرناک ہے۔

غزوۂ بنو قَینُقاع اور علَم بردارِ وفا

نبیِ کریم ﷺ مدینہ منوّرہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے مختلف یہودی قبائل کے ساتھ امن کا معاہدہ فرمایا، مگر امن سے رہنا یہودیوں کی فطرت ہی نہیں۔ قرآنِ مجید کے مطابق اُن ظالموں کے ہاتھ کئی انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ رفتہ رفتہ تمام یہودی قبائل نے اپنے اپنے معاہدے توڑ دیے اور سرکشی کرنے لگے۔

غزوۂ بدر کے بعد بنو قَینُقاع نے اپنے عہد سے بے وفائی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں محبّت بھرے انداز میں سمجھایا تو وہ بد تمیز کہنے لگے: آپ بدر کی فتح سے مغرور نہ ہوں! وہاں جن لوگوں سے آپ کا مقابلہ ہوا ہے اُنھیں تو جنگ کا پتا ہی کچھ نہیں تھا، ہمارے ساتھ لڑائی ہوئی تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ ہم کون لوگ ہیں![1]

اِس پر ربِّ کریم نے قرآنِ حکیم کی آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں۔ ارشاد ہوا: قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَتُغۡلَبُوۡنَ وَتُحۡشَرُوۡنَ اِلٰی جَہَنَّمَ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِہَادُ۔ ”اے حبیب! آپ کافروں سے فرما دیجیے: عن قریب تم مغلوب ہو جاؤ گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔“ [اٰلِ عمران 12:03]

اِنہی دنوں میں ایک یہودی نے کسی باحیا مسلمان خاتون کو بے پردہ کرنے کی کوشش کی، اُس مظلوم عورت کی فریاد پر وہاں سے گزرنے والے ایک مسلمان نے اُس بے شرم یہودی کو قتل کر دیا، اِس پر یہودی جمع ہو گئے اور اُنھوں نے ظلم سے روکنے والے غیرت مند مسلمان کو شہید کر دیا۔ یوں حالات زیادہ کشیدہ ہو گئے؛ کیونکہ اب دینی غیرت کا بھی سوال تھا۔

چنانچہ نبیِ کریم ﷺ نے شوّال المکرّم 2ھ کے وسط میں لشکر تیار فرمایا، سیدِ عالَم ﷺ خود بھی مجاہدین کے ہمراہ بنو قینقاع کی طرف تشریف لے گئے۔ لشکر کا سفید پرچم شیرِ خدا و مصطفٰی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھوں میں تھا۔[2]

چنانچہ بنو قینقاع کی بستی کا محاصرہ کیا گیا۔ اُن کے پاس اسلحہ کے وسیع ذخائر تھے اور اُنھیں اپنی بہادری کا بھی بہت گھمنڈ تھا، لیکن اللہ تعالٰی نے اُن پر رُعب طاری فرمایا اور پندرہ دن تک اپنے قلعہ میں بند رہنے کے بعد اُنھوں نے ہتھیار ڈال دیے اور کہا کہ آپ ﷺ ہمارے بارے میں جو بھی فیصلہ کریں وہ ہمیں منظور ہو گا۔ چنانچہ حکمِ ربّانی کے مطابق سرکارِ دو عالَم ﷺ نے اُنھیں مدینہ منوّرہ چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیا۔ یوں وہ شام کی طرف جلاوطن ہو کر ذلیل و رُسوا ہوئے۔

---

[1] یَامُحَمَّدُ! إِنَّكَ تَرَى أَنَّا قَوْمُكَ! لَا يَغُرَّنَّكَ أَنَّكَ لَقِيتَ قَوْمًا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِالْحَرْبِ، فَأَصَبْتَ مِنْهُمْ فُرْصَةً، إِنَّا وَاللهِ لَئِنْ حَارَبْنَاكَ لَتَعْلَمَنَّ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ۔ (سیرۃ ابن ھشام، ج:2، ص:47)

[2] وَحَمَلَ حَمْزَةُ لِوَاءَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ۔۔۔ (الطبقات الکبرٰی، ج:3، ص:6، دار الکتب العلمیۃ)

عُروجِ وفا... شہادتِ سیدنا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

ہجرت کے دوسرے سال میدانِ بدر میں ستر کفار قتل اور تقریباً اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ قتل ہونے والوں میں اکثر قریش کے سردار تھے؛ اِس بنا پر مکہ کے ہر گھر میں افسوس کا سماں تھا اور اہلِ مکہ کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اِس کے ساتھ ساتھ اُن کی تجارتی شاہراہ بھی منقطع ہو چکی تھی اور دُنیا بھر کے بُت پرستوں سے ملنے والے نذرانے بھی موقوف ہو گئے تھے۔

ہجرت کے تیسرے سال اُنھوں نے مدینہ منوّرہ پر حملہ کے لیے 3,000 افراد پر مشتمل ایک لشکر تیار کیا، جو اسلحہ سے لَیس تھا۔ چنانچہ دِفاع کے لیے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شوال المکرم کے دوسرے عشرے میں اُحد کی طرف روانہ ہوئے، مسلمانوں کی تعداد تقریباً 700 تھی۔

غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی سخت آزمائش ہوئی، ایک موقع پر یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شہید ہو گئے ہیں۔ اِس افواہ کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو کیفیت طاری ہوئی اُسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ بڑے بڑے بہادروں کو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کریں! اِس نازک ترین صورتِ حال میں جن وفا شعاروں نے اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر ڈٹ کر سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پہرا دیا اُن میں ایک نمایاں نام سید الشہدا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہاتھوں میں تلواریں لیے مسلسل لڑتے رہے اور ارشاد فرماتے: أَنَا أَسَدُ اللهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهٖ۔ ”مَیں اللہ تعالیٰ کا بھی شیر ہوں اور اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بھی شیر ہوں۔“[1] چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے 31 کفار کو واصلِ جہنم کیا۔[2]

سلامِ رضا مع تضمین ہے:

دین کے شیر کی معرکہ سازیاں　　تیر کی بارشیں پھر فرس تازیاں　　صفِ اَعدا پہ وہ تیغ اندازیاں
اُن کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غُرّانِ سَطوَت پہ لاکھوں سلام

جاں نثارانِ مولا کی جاں بازیاں　　اہلِ بطحا و طیبہ کی جاں بازیاں　　حق پسند اہلِ تقویٰ کی جاں بازیاں
اُن کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غُرّانِ سَطوَت پہ لاکھوں سلام

---

[1] كَانَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِسَيْفَيْنِ، وَيَقُوْلُ: أَنَا أَسَدُ اللهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهٖ۔ (المعجم الکبیر، ج:3، ص:149 حدیث:2953)

[2] إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَوْمَ الشِّعْبِ آخِرَ أَصْحَابِهٖ، لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ غَيْرُ حَمْزَةَ، يُقَاتِلُ الْعَدُوَّ، فَرَصَدَهٗ وَحْشِيٌّ فَقَتَلَهٗ، وَقَدْ قَتَلَ اللهُ بِيَدِ حَمْزَةَ مِنَ الْكُفَّارِ وَاحِدًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَكَانَ يُدْعٰى أَسَدَ اللهِ۔ (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، ج:2، ص:677، رقم:1822، دار الوطن)

بالآخر ربِّ کریم نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنّائے شہادت کو پورا فرمایا اور آپ اپنے عہدِ وفا کو نبھاتے ہوئے اُحد میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ بدر کا بدلہ لیتے ہوئے کفار نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسمِ مبارک کے اعضا کی شدید بے حرمتی کی۔

نبوی کیفیت وتحسین: سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ عالی شان سے زار و قطار آنسو رواں تھے اور آپ اپنی زبانِ اقدس سے اُن کی تعریفیں فرما رہے تھے۔

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَا حَمْزَةُ! يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللهِ وَأَسَدَ اللهِ وَأَسَدَ رَسُوْلِهٖ! يَا حَمْزَةُ، يَا فَاعِلَ الْخَيْرَاتِ! يَا حَمْزَةُ، يَا كَاشِفَ الْكُرُبَاتِ! يَا حَمْزَةُ، يَا ذَابَّ عَنْ وَّجْهِ رَسُوْلِ اللهِ!

یعنی "اے حمزہ! اے رسول اللہ کے پیارے چچا اور شیر خدا و شیر مصطفیٰ! اے حمزہ! اے بھلائی کے کاموں میں پیش پیش رہنے والے! اے حمزہ! پریشانیوں کو دُور کرنے والے! اے حمزہ! رسول اللہ کا دِفاع کرنے والے!"

(ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ للطبری، ص:181، دار الکتب المصریۃ۔ المواھب اللدنیۃ للقسطلانی، ج:1، ص:515)

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کرم نوازی کی: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ، قَدْ كُنْتَ وَصُوْلًا لِّلرَّحِمِ، فَعُوْلًا لِّلْخَيْرَاتِ۔

یعنی "اے حمزہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو، یقیناً آپ بہت صلہ رحمی کرنے والے اور بہت بھلائیاں کرنے والے تھے۔"

(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:4894۔ إسنادہ ضعیف، لکن لہ شواھد)

پیکرِ وفا کا جسمِ نازنین

غزوۂ اُحد کے تقریباً 46 سال بعد میدانِ اُحد کے قریب ایک نہر کی کھدائی ہو رہی تھی۔ اِس دوران کچھ شہدائے اُحد علیہم الرضوان کی مبارک قبریں کھل گئیں، اُن کے کفن سلامت اور بدن تَر و تازہ تھے اور قبورِ مبارکہ سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ بعض شہدائے کرام نے اپنے ہاتھ زخموں پر رکھے ہوئے تھے، جب زخم سے ہاتھ اُٹھایا جاتا تو تازہ خون نکل کر بہنے لگتا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ پُر سکون نیند سو رہے ہیں۔[1]

اس دوران سید الشہدا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک پر بیلچہ لگ گیا۔ راوی کہتے ہیں: فَانْبَعَثَتْ دَمًا۔ یعنی آپ کے جسمِ مبارک سے یوں تازہ خون نکلنے لگا جیسے زندہ آدمی کو زخم لگنے سے بہتا ہے۔ (طبقاتِ ابن سعد، ج:3، ص:7، دار الکتب العلمیۃ)

---

[1] قَالَ جَابِرٌ: فَوَجَدْتُّ أَبِيْ فِيْ قَبْرِهٖ كَأَنَّمَا هُوَ نَائِمٌ عَلٰى هَيْئَتِهٖ [وَمَا تَغَيَّرَ مِنْ حَالِهٖ قَلِيْلٌ وَلَا كَثِيْرٌ] وَوَجَدْنَا جَارَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوْحِ وَيَدُهٗ عَلٰى جُرْحِهٖ، فَأُزِيْلَتْ عَنْهُ فَانْبَعَثَ جُرْحُهٗ دَمًا، وَيُقَالُ: إِنَّهٗ فَاحَ مِنْ قُبُوْرِهِمْ مِثْلُ رِيْحِ الْمِسْكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ۔ وَذٰلِكَ بَعْدَ سِتٍّ وَّأَرْبَعِيْنَ سَنَةً مِنْ يَوْمِ دُفِنُوْا۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج:4، ص:49، دار احیاء التراث العربی)

حرفِ آخر: سیرتِ جانِ وفا اور ہماری شرمناک جَفا

اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ جو چاہے کرے اُس سے جواب طلبی کرنے والا کوئی نہیں، مگر یہ اُس کا کرم ہے کہ وہ جو وعدہ کرے اُسے ضرور پورا فرماتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ۔۔۔ "اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا کون ہے؟" (وہ سب سے بڑھ کر اپنا وعدہ وفا فرماتا ہے)[التوبۃ09:111]

ربِّ کریم پسند فرماتا ہے کہ اُس کے بندے بھی اپنی باتوں کے پکّے ہوں... تول کر بولیں اور جو کہیں اُسے پورا کریں؛ اِسی لیے تو سرکارِ دوعالَم ﷺ کی شان ایفائے عہد میں بلند ترین ہے۔

جب انسان اپنے ربِّ کریم سے کوئی وعدہ کرتا ہے یا اپنے نبیِ رحیم ﷺ سے کوئی عہد باندھتا ہے تو اُسے پورا کرنے کا اہتمام اور زیادہ ضروری ہوتا ہے۔ کاش! یہ بات ہمارے دلوں میں اُتر جائے کہ ایمان لانا در حقیقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیبِ کریم ﷺ کے ساتھ غیر مشروط فرماں برداری کرنے کا عہد ہوتا ہے... یوں ہی توبہ کرنا ربِّ کریم کے حضور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ ہوتا ہے... مگر افسوس کہ ہم صبح شام اِن وعدوں کے حوالے سے بے وفائی کرتے ہیں اور احساس بھی نہیں ہوتا!

شوّال المکرّم میں جامِ شہادت نوش کرنے والے سرکارِ دوعالَم ﷺ کے محترم چچا، سید الشہدا، شیرِ خدا و مصطفیٰ، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن وفا شعاروں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے مالکِ کریم کے ساتھ سرکارِ دوعالَم ﷺ کے دفاع اور اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جان تک لُٹا دینے کا عہد کیا اور اُسے اِس شان کے ساتھ وَفا کیا کہ خود باری تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اُن کی تعریف فرمائی۔

علامہ سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی نے خوب کہا:

تسخیرِ فنا حمزہ، تعمیرِ بقا حمزہ	قرطاسِ شجاعت پر، تحریر "وفا" حمزہ
سرکار نے بخشا تھا، پرچم جو قیادت کا	لہراتا ہے عالَم میں، اب بھی وہ لِوا حمزہ
بے باک تری ہستی، غیّور تری فطرت	جاں باز ہے دل تیرا، اے شیرِ خُدا حمزہ
کیا شان تمہاری ہے، کیا رُعب تمہارا ہے	سرکارِ دوعالَم کے، محبوب چچا حمزہ
سرداری تمہیں حاصل، ہے سارے شہیدوں کی	یوں حق کی حفاظت میں، کی جان فِدا حمزہ
کونَین منوّر ہیں، سیرت کی تجلّی سے	اے زیبِ سخا حمزہ، اے کانِ حیا حمزہ
تم شمعِ نُبوّت کے، پروانوں کے قائد ہو	قدموں میں جھکے ہیں سب، اربابِ رِضا حمزہ
خورشیدِ نُبوّت سے، آئی ہے چمک تجھ میں	مدھم نہ کبھی ہوگا اب تیرا دِیا حمزہ
ہر دشمنِ ملّت پر، غالب ہو فریدی بھی	پہنایئے اب اِس کو، نُصرت کی عَبا حمزہ

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ مبارکہ آج بھی ہماری راہ نمائی کرتی ہے۔ آج کے خطبہ میں آپ کی حیاتِ مبارکہ کے چند گوشوں کا تذکرہ ہوا۔ کچھ اہم باتیں یہ ہیں:

❖ سرکارِ دوعالَم ﷺ کی خدمت اور دین کی نوکری کبھی ضائع نہیں جاتی۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھتیجا سمجھ کر آپ ﷺ کا دِفاع کیا تھا تو ربِّ کریم نے اُس کی لاج رکھتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کو دولتِ ایمان سے سرفراز فرمادیا۔

❖ مسلمان کو چاہیے کہ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنا اثر و رُسوخ، اپنی صلاحیتیں، اپنا مال، بلکہ اپنی جان بھی پیش کرنے کو سعادت سمجھے، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ربِّ کریم سے جان تک لُٹا دینے کا عہد کیا تھا اور پھر اُسے اعلیٰ شان کے ساتھ وفا کیا۔

❖ مسلمانوں کو ظالموں کے ہاتھوں میں بے یار و مددگار چھوڑ دینا اور اپنے مفادات کا تحفّظ کرتے رہنا دینی غیرت کے سخت خلاف ہے۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرتے ہی کمزور مسلمانوں پر کفّارِ مکہ کی ظالمانہ کارروائیوں میں کمی آگئی تھی؛ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب مسلمانوں کی رکھوالی کے لیے امیر حمزہ میدان میں ہوں گے۔

آج غزّہ کے مسلمان اسرائیلی درندوں کے ہاتھوں ظلم میں پِس رہے ہیں اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی غلام کے منتظر ہیں، دوسری جانب اُمّت اِس طرح غافل ہے کہ اپنے کھیلوں اور لغویات کو چھوڑنے کے لیے بھی تیار نہیں۔

❖ ربّ تعالیٰ کے حضور دُنیاوی مال و دَولت کی کوئی حیثیت نہیں، اُس کی بارگاہ میں دین کی قدر ہے۔ اگر بارگاہِ ربّ العزت میں دُنیا کی کوئی اہمیت ہوتی تو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے محبوبوں کو وافِر مقدار میں مال و دَولت سے نوازتا، حالانکہ جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو آپ کو پہنانے کے لیے پورا کفن بھی میسّر نہیں تھا۔ فقط ایک چادر دستیاب تھی جو آپ کے قدمبارک سے بھی چھوٹی تھی۔ چنانچہ اُسے سرِ انور پر ڈال کر پاؤں مبارک گھاس سے چھپائے گئے اور قبرِ اطہر کو بند کر دیا گیا۔

چنانچہ ہمیں دُنیاوی مال و دَولت کے پیچھے بھاگنے کے بجائے دین کی قدر کرنی چاہیے۔

شرعی مسئلہ: آج کل کئی ایسی ایپس (Apps) دستیاب ہیں جن کے ذریعے انسانوں اور دیگر چیزوں کی تصاویر میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اِس حوالے سے شرعی حکم یہ ہے کہ تصویر میں تبدیلی سے کسی مسلمان کی دل آزاری یا توہین ہو یا دھوکا دہی کی کوئی صورت بنتی ہو تو اِن وجوہات کی بنیاد پر یہ عمل سخت گناہ قرار پائے گا (بلکہ کسی عالمِ دین یا سید کی توہین ہو تو یہ بات کفر تک لے جائے گی)... اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو بھی تصویر میں تبدیلی کرنا شرعی طور پر درست نہیں؛ لہٰذا اِس سے بچنا چاہیے۔[1]

---

[1] تفصیل کے لیے دار الافتاء اہلِ سنت سے جاری شدہ فتوٰی بعنوان: "ایپ (app) کے ذریعے چہرہ بگاڑنا"، فتوٰی نمبر: Lar-10980 ملاحظہ کریں۔ فتوٰی کا لنک یہ ہے: https://www.fatwaqa.com/ur/fatawa/halal-haram/app-ke-zariye-face-bigarna-kaisa

اللہ تعالیٰ سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے ہمیں بھی دین کی سرفرازی کو اپنا مقصدِ زندگی بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے ربِّ کریم و نبیِ رحیم ﷺ سے کیے ہوئے وعدوں کو وفا کرنے کی سعادت سے نوازے!

ربِّ کریم اُمّت میں دینی غیرت بیدار فرمائے! مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے! مجاہدینِ حمّاس کو سُرخرو فرمائے اور اہلِ غزّہ کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے خواہشمند امریکہ، اسرائیل اور اُن کے تمام اتحادیوں کو ذلیل و رسوا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!